ظالم اور بددیانت حکومت کا خاتمہ

انتخاب نہیں احتساب

۴ اور ۵ نومبر کی درمیانی شب صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے پیپلز پارٹی کی ظالم حکومت کے سینہ میں آٹھویں ترمیم کا خنجر پیوست کر کے اس کا خاتمہ کر دیا اور بددیانت اسمبلی تحلیل کر دی۔
یوں سابق وزیرہ اعظمیٰ اور صدر مملکت کے درمیان گزشتہ چھ ماہ سے جاری سرد جنگ اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔ بے نظیر اور اس کے حالی موالی اپنے دامن میں غریب عوام کی نفرتوں، کدورتوں اور بے شمار بددعاؤں کو سمیٹ کر رخصت ہو گئے۔

صدر کا یہ اقدام نہایت مستحسن اور تاریخ ساز ہے۔ انہوں نے ملکی تاریخ کے انتہائی نازک موقع پر بروقت اقدام کر کے اپنی آئینی ذمہ داریوں کو پورا کیا اور ملک کو خانہ جنگی، دہشت گردی اور معاشی بدحالی سے بچانے اور سلامتی کے تحفظ کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ صدر کا یہ اقدام قوم کے ضمیر کی آواز ہے اگرچہ یہ بہت پہلے عمل میں آجانا چاہیے تھا لیکن "دیر آید درست آید"

یہ امر مسلمہ ہے کہ ملک و قوم کا اصل مسئلہ انتخابات نہیں بلکہ اقتصادی صورت حال پر کنٹرول اور معیشت کی اصلاح ہے۔

بے نظیر کا پورا دورِ حکومت سیاسی و انتظامی بدامنی، ممبران اسمبلی کی کرپشن، ہارس ٹریڈنگ، لوٹ مار، معاشی و اقتصادی بدحالی، پرامن شہریوں کے قتل عام، دہشت گردی، بدمعاشی، ظلم و جور، ناانصافی اور اخلاقی حدود کی پامالی کا بدترین نمونہ تھا۔ سابقہ دور حکومت میں حکمرانوں نے اسلامی شعائر کی توہین کی، مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ توہین رسالت کے مجرموں کو عدالت سے زبردستی بری کرا کر سسرالی مہمان کی حیثیت دیکر باعزت طور پر بیرون ملک بھجوایا۔ قادیانیوں، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں کے لئے کھلی چھٹی دی، ذرائع ابلاغ پر بھانڈوں، میراثیوں، کنجنوں اور بدمعاشوں کو مسلط کر کے عریانی و فحاشی کو ثقافت کے نام پر فروغ دیا۔ چند مولویوں کو خرید کر دینی قوتوں اور دینی تحریکوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اپنی کابینہ میں مسٹر بابر، مسٹر کھرل اور شیر افگن جیسے مقطوع النسب افراد کو وزیر بنایا، قومی خزانہ اپنے شوہر مسٹر زرداری کی عیاشیوں کے لئے وقف کر دیا۔
جرائم کی فہرست اتنی طویل ہے کہ شمار مشکل ہے۔ اللہ اللہ کر کے قوم کی دعائیں بر آئیں اور قوم نے سکھ کا سانس لیا۔ ہر شخص سکون کی ایک خاص کیفیت محسوس کر رہا ہے اور فضاء پرامن ہے۔ صدر فاروق احمد لغاری کے اس اقدام نے ہمارے اس مؤقف کو مزید تقویت دی ہے اور تصدیق کی ہے کہ جمہوریت ایک غیر فطری، مشرکانہ اور فرسودہ نظام ہے جو دنیا بھر میں ناکام ہو چکا ہے۔

ہم صدر مملکت سے حسن ظن رکھتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ:

انہوں نے جس طرح ایک بددیانت حکومت کو ختم کیا ہے اسی طرح ایک طویل، بے مقصد اور ناکام تجربے کے بعد جمہوریت جیسے انسانیت دشمن نظام سے بھی پاکستان کو نجات دلائیں۔ تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اس نظام میں ایک سے بڑھ کر ایک بُرا تو آسکتا ہے مگر اس میں کسی دیانت دار اور شریف انسان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ پاکستان میں جمہوریت کے ذریعے بہتری اور تبدیلی کا ایک فیصد امکان بھی نہیں۔ اگر موجودہ اسٹابلشمنٹ کے بعد پھر پرانے اور مکروہ چہروں کو ہی آگے لانا ہے تو اسمبلیاں تحلیل کرنے کا کیا فائدہ؟ ایسے فساق و فجار اور ابلیس کے رضا کار تو پہلے بھی اسمبلی میں موجود تھے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے بددیانت اور بدکردار سیاست دانوں کا احتساب کیا جائے اور ایسے لوگوں کے انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی عائد کی جائے۔ عوام کے حقوق غصب کرنے والوں، مال پر ڈاکہ ڈالنے والوں اور ناجائز مہنگائی پیدا کر کے قوم کا خون چوسنے والوں سے ایک ایک پائی کا حساب لیا جائے۔ احتساب کے عملِ خیر پر اگر دو سال بھی لگ جائیں تو قوم کو قطعاً اعتراض نہیں۔ صدر اس نکتہ پر ریفرنڈم بھی کرا سکتے ہیں۔ قوم بار بار انتخابات سے تنگ آچکی ہے۔ یہ سیاست دانوں کا کاروبار اور پرسنیلیٹی کریز تو ہے قوم کا مسئلہ نہیں۔ گزشتہ انچاس برسوں میں انتخابات سے قومی ترقی کی بجائے قومی انتشار کو فروغ ملا ہے۔

صدر مملکت سابقہ حکومت کی اسلام دشمن پالیسیوں پر بھی نظرثانی کریں اور بغور جائزہ لے کر اس کا خاتمہ کریں۔ پاکستان میں مذہبی بنیادوں پر ہونے والی دہشت گردی کا خاتمہ کریں۔ عوام میں عدم تحفظ کے احساس کو ختم کریں جس کا حوالہ خود صدر نے اپنی تقریر میں بھی دیا ہے۔

سابقہ حکومت کی طرف سے تعلیمی اداروں کی نج کاری کی پالیسی کے تحت قادیانیوں اور عیسائیوں کو ربوہ اور دیگر مقامات پر موجود ان کے ادارے واپس کرنے کے فیصلہ کو واپس لیں اور سابقہ حکومت کی قادیانیت نواز پالیسی کا بھی خاتمہ کریں۔

ہم نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد اور ان کی کابینہ سے توقع رکھتے ہیں وہ اپنے دورِ حکومت میں پاکستان کے اسلامی تشخص کو بحال کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے جسے بے نظیر حکومت نے بری طرح پامال کیا۔

پاکستان کی تمام دینی جماعتوں کے سربراہوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ موجودہ نگران حکومت سے انتخابات کی بجائے نفاذ اسلام کا مطالبہ کریں۔ گزشتہ انتخابات میں تو وہ اپنا حشر دیکھ چکے ہیں۔ مزید کچھ دیکھنا چاہتے ہیں تو جمہوری نظام کے آئینہ میں اپنے چہروں کو دیکھ لیں اور اپنی حیثیتوں کو بھی پہچان لیں۔

O

جملہ ماتحت مجالس احرار اسلام پاکستان متوجہ ہوں

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ

۳۰، ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء بدھ، جمعرات (ملتان) کے فیصلہ کے مطابق

آئندہ چھ ماہ تک کی عبوری مدت کے لئے

مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ پر مشتمل مرکزی سطح پر ایک تین رکنی مجلسِ منتظمہ (سب کمیٹی) تشکیل دی گئی ہے۔ جملہ ماتحت شاخیں آئندہ تمام جماعتی امور کے لئے دفتر مرکزیہ ملتان کے پتہ پر مذکورہ اراکینِ مجلسِ منتظمہ سے رابطہ قائم کریں۔

•

برائے رابطہ

- ★ مولانا محمد اسحٰق سلیمی (گڑھا موڑ) ✆ : 0693-690013
- ★ سید محمد کفیل بخاری (ملتان) ✆ : 061-511961
- ★ عبداللطیف خالد چیمہ (چیچاوطنی) ✆ : 0445-611657/610953

جاری کردہ:۔ دفتر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

سید عطاء المحسن بخاری

ان اللہ علیٰ کُلِ شیٔ قدیر

آخر وہی ہوا جسکا پچھلے ڈیڑھ ماہ سے گمان، ادھان اور یقین سا ہو گیا تھا۔ بے نظیر اپنے انجام بالشر کو پہنچیں۔ اسکی بہت سی وجوہات ہیں، جسمیں ان کے فسقی رویے، فجوری اعمال، کافرانہ جذبے، معاشی ظلم، مزدور، کسان، ریڑھی بان، کوچوان اور دہاڑی دار کو بھک منگا بنا دینے، مڈل کلاس کو پانچویں درجے کی مخلوق میں تبدیل کرنے کا ہندوانہ فعلِ شنیع شامل ہے۔ کیا کیا گنا اور سُنوایا جائے: جس خاتون نے اپنے بھائی کو معاف نہیں کیا اس سے کسی غیر کے لئے بھلائی کی توقع انتہائی لغو، فضول، عبث اور بیکار خواہش ہے۔ بے نظیر نے اپنے والد کی موت کا انتقام پوری قوم سے یوں لیا کہ شاید ہی تاریخ میں ایسا کوئی اور منتقم مزاج حکمران مل سکے۔ بنو عباس کے ظالم و مستبد حکمرانوں نے بنی امیہ کو قتل کر کے انکی لاشوں پر دستر خوان بچھا کے کھانا کھایا مگر بے نظیر ان عباسیوں کے بھی کان کتر گئیں۔ انہوں نے انسانوں کو یوں زندہ رکھا جیسے جاگیر دار اپنے وسیب کو زندہ رکھتا ہے اور اپنی جاگیر کے وسنیکوں کو زندگی کی بھیک مانگنے پر ایک وقت کا بچا کھچا دے دیتا ہے، انہیں ممنون کرتا ہے اور وہ بد نصیب ہاتھ جوڑ کر کورنش بجا لاتا ہے۔ سائیں، سردار اور سرکار کی دہلیزِ غلیظ پر جبہ سائی کرتا رہتا ہے۔ جاگیر دار کے استبدادی رویوں سے مجبور ہو کر وسنیک اتنا گر جاتا ہے کہ وہ اپنی "پگ" سے جاگیر دار کے جوتے تک صاف کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ جاگیر دار اپنے طاغوتی پیر جھٹکتا ہے اور کہتا جاتا ہے بس کرو! مگر بے توفیق وسنیک بڑی لجاجت سے کہتا ہے "سائیں، مجھے خدمت تو کرنے دیں پھر خدا جانے یہ وقت آئے نہ آئے۔ مرے پیارے مجھے یوں نہ دھتکار، میں تو آپ کا غلام ہوں، آپ کے ابا جان کی بھی ہمیشہ غلامی کی ہے، آج میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو کیا ہوا مجھے آپ کی غلامی کا دعویٰ تو ہے..... بے نظیر، پاکستانیوں سے خصوصاً ان پاکستانیوں سے جو "بھٹو کے پاکستان" کے وسنیک ہیں، یہی چاہتی تھیں۔
لیکن.....

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

یعنی وہی.... جس کا ڈر تھا۔ وہی... جو ایک دن ہونا تھا۔ وہی.... جو ہوتا آیا ہے۔ جی ہاں.... چاہ کن را چاہ درپیش!
لیکن....ان کا اب بھی یہ کہنا ہے کہ

"یوں نہ چاہا تھا فقط میں نے تو چاہا تھا یوں ہو جائے!"

ان کے "یوں" چاہنے اور "یوں" نہ چاہنے سے، کون کون، کب کب اور کہاں کہاں، "یوں یوں" نہ ہوا؟
ہر طرف ایک ہی پکار تھی کہ...ع